اردو کمار بھارتی

جوابات : مشقی سرگرمی نامہ 5

سوال 1. (الف)

(۱)

مظفر حنفی کی تخلیقات

↓

ادب اطفال پر مبنی نظموں کے مجموعے

↓

کھیل کھیل میں	نرسری کے گیت	چٹخارے	مزیدار نظمیں	بچوں کے لیے	بول میری مینا

(۲) بچوں کی پسند و ناپسند اور ان کی دلچسپی بڑوں سے مختلف ہوتی ہے۔ اس لیے مصنف کا مطالعہ، مشاہدہ اور تجربہ بھی وسیع ہونا چاہیے تاکہ وہ بچوں کے پسندیدہ موضوعات کا انتخاب کر سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مصنف کو ایک بچے کی نظر سے اپنے موضوع کا انتخاب کرنا چاہیے۔ اگر مصنف پرانی لوک کہانیاں اور داستانیں بیان کرنا چاہتا ہے تو انھیں موجودہ دور کی سائنسی ایجادات سے آمیز کرنا ضروری ہے تاکہ بچے اپنے آپ کو ان سے جوڑ سکیں۔ تخلیقات کا بچوں کے تجربات کی دنیا سے مطابقت رکھنا ضروری ہے ورنہ بچے دلچسپی نہیں لیں گے۔ اس لیے بچوں کے لیے لکھتے وقت مصنف کو خود بچہ بن جانا چاہیے۔

(۳) یہ بیان کہ 'ٹیلی ویژن اور موبائل ادب کے لیے چیلنج ہیں' درست ہے۔ مظفر حنفی نے آگے بڑھ کر یہ بھی کہا ہے کہ مذکورہ الیکٹرانک وسائل پورے پرنٹ میڈیا کے لیے چیلنج ہیں۔ پہلے کے لوگ صبح اٹھتے ہی اخبار پڑھتے تھے۔ اب ٹی وی پر یا موبائل کے نیٹ پر اخبار کی خاص خاص خبریں سن یا پڑھ لیتے ہیں۔ ٹی وی کے پروگراموں کو دیکھنے کی وجہ سے نہ صرف بچوں کو بلکہ بڑوں کو بھی اب کتابیں اور رسالے پڑھنے کی فرصت نہیں ملتی۔ پہلے بچے اخبار کے ہفتہ واری کالم پڑھا کرتے تھے یا بچوں کے ماہانہ رسائل کا انتظار کیا کرتے تھے۔ رسائل میں ہر بچہ اپنی پسند کے مطابق باتصویر کہانیاں، نظمیں، معلوماتی مضامین پڑھا کرتا تھا۔ اب موبائل پر کارٹونی فلمیں چوبیس گھنٹے دکھائی دیتی ہیں۔ عام طور پر بچے کارٹون، اینی میشن فلمیں پسند کرتے ہیں۔ اس لیے وہ اسکول سے آنے کے بعد سارا وقت ٹی وی پر کارٹون والے چینل یا موبائل پر کارٹون دیکھتے رہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے وہ ادبی کتابیں پڑھنے کے لیے وقت نکال نہیں پاتے۔ اس لیے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ٹیلی ویژن اور موبائل ادب کے لیے چیلنج ہیں۔

سوال 1. (ب)

(۱) (i) مکتوب نگار کا نام ← اسد اللہ

(ii) مکتوب الیہ کا نام ← منشی عبداللطیف

(iii) خط کی قسم ← تہنیتی خط

(iv) خط لکھنے کی تاریخ ← ۱۰؍ مارچ ۱۸۵۱ء

(۲) مرزا غالبؔ نے سب سے پہلے منشی عبداللطیف کو دعا دی کہ بیٹے کی ولادت اللہ تعالیٰ تمھیں مبارک کرے۔ اس کے بعد دعا دی کہ تمھیں اپنے والد کی محبت کے سائے میں اور نومولود کو تمھاری مہربانی کے سائے میں سلامت رکھے۔ تم کو اس کی اولاد دیکھنا نصیب ہو۔

(۳) غالبؔ کے اردو خطوط اپنے زمانے کے مروجہ اسلوب سے بالکل الگ ہیں۔ ان کے عہد میں خطوط میں لمبے چوڑے القاب ہوتے تھے اور زبان انتہائی مرصع۔ غالبؔ خط اس طرح لکھتے ہیں گویا مکتوب الیہ ان کے سامنے موجود ہے اور وہ ان سے گفتگو کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے ان کے خطوط میں القاب انتہائی سادہ ہوتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ سامنے بیٹھے ہوئے شخص کو مخاطب کر رہے ہیں۔ پورے خط میں بے تکلفی کی فضا چھائی رہتی ہے۔

غالبؔ کے خطوط کی دوسری اہم خوبی یہ ہے کہ یہ اپنے عہد کا آئینہ ہیں۔ غالبؔ نے اپنے مکتوب میں اپنے عہد کے ادبی، سماجی، سیاسی اور معاشی حالات کی انتہائی اختصار کے ساتھ عکاسی کی ہے۔ مکتوباتِ غالبؔ کی مدد سے ان کے عہد کی تاریخ رقم کی جاسکتی ہے۔ غالبؔ کے خطوط کی ادبی اہمیت بھی کم نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ میری نظر میں غالبؔ کے خطوط بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔

سوال 1. (ج)

(۱)

ہرا ہرا سبزہ زار		تروتازہ ہوا
	نیچر کی دلفریبی	
صبح کی بہار		اجلی کرنیں

(۲) قدرت بڑی فیاض واقع ہوئی ہے۔ سارے انسان، چرند، پرند سب قدرت کی فیاضیوں سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔ ہرا ہرا سبزہ زار، صبح کا سہانا سماں، تروتازہ ہوا اور سورج کی اجلی کرنیں سب کو فیض پہنچاتی ہیں۔ کنوؤں کی شکل میں زیرِ زمین پانی سے ہمارے کھیت لہلہاتے ہیں۔ بارش کے پانی سے درختوں میں نئی نئی کونپلیں پھوٹتی ہیں۔ ہر طرف سبزہ ہی سبزہ بکھرا ہوتا ہے جو آنکھوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ شام کی دلفریب کیفیات سے بھی انسان مسرت محسوس کرتا ہے۔ غرضیکہ قدرت ہم پر ہمیشہ مہربان رہتی ہے۔

سوال 2. (الف)

(۱)
(i) اس خاک کو پہچان لیا ← دیدہ وروں نے
(ii) سجدے میں سر جھکا دیا ← آشفتہ سروں نے
(iii) اس دشت کو صدف سمجھا ← روشن گہروں نے
(iv) اسبابِ سفر کھول دیا ← ہم سفروں نے

(۲) کوفہ کے لوگوں نے خط لکھ کر حضرت حسینؓ کو مدینہ سے کوفہ بلایا۔ انھوں نے اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ سے بیعت کرلیں گے اور یزید سے مقابلہ کریں گے۔ حضرت حسینؓ اس وعدے کے بھروسے پر کوفہ روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ خاندان کے بہتّر افراد تھے جن میں عورتیں بھی تھیں، بچے بھی تھے اور بوڑھے بھی۔ جب یہ قافلہ عراق میں دریائے فرات کی ایک نہر کے کنارے خیمہ زن ہوا تو ہتھیاروں سے لیس یزید کا لشکر آن پہنچا۔ اس نے قافلے کو گھیر لیا۔ آپؓ سے یزید کی بیعت کا اصرار کیا گیا۔ آپؓ نے اور آپؓ کے ہمراہیوں نے اس بیعت سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ درپے آزار ہو گئے اور معرکۂ کربلا وقوع پذیر ہوا۔

(۳) جب حضرت حسینؓ اپنے قافلے کے ہمراہ ایک مقام پر پہنچے تو انھیں محسوس ہوا کہ وہ اس مقام سے آشنا ہیں۔ اس سرزمین تک پہنچنے کے لیے طویل فاصلہ طے کیا ہے۔ لیکن اب یہاں سے آگے بڑھنے کے لیے قدم نہیں اٹھ رہے ہیں۔ انھوں نے پوچھا کہ یہ کون سی زمین ہے تب آواز آئی کہ یہ زمینِ کرب و بلا اور دکھوں اور مصیبتوں کی زمین ہے۔ اس زمین تک پہنچنا ہی انسانیت کی معراج ہے۔ شاعر یہ کہنا چاہتا ہے کہ اس سرزمین پر جامِ شہادت نوش کرنے والے کو بلند مرتبہ اور اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے۔ دنیا کے مصائب و آلام سے نجات ملتی ہے۔ اس بات کو شاعر نے انتہائی خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے جو اس کے حسنِ اسلوب کی دلیل ہے۔

سوال 2. (ب)

(۱) (i) برہ کی رات – شبِ فراق

(ii) دسترس – رسائی

(iii) لن ترانیاں – شیخی

(iv) تغافل – بے توجہی۔

(۲) تشریح : شاعر کو اس بات کا افسوس ہے کہ محبوب کو پانے کے لیے اس نے جو تکلیفیں اٹھائیں وہ سب بے معنی اور بے وقعت ہو کر رہ گئیں۔ محبوب کو آغوشِ محبت میں بھینچنا تو کجا وہ اس کے دامن تک بھی رسائی حاصل نہ کر سکا اور اس کی ساری جاں فشانیاں خاک میں مل کر رہ گئیں۔

(۳) تشریح : شاعر اپنے محبوب سے کہتا ہے کہ تمھاری جدائی کے غم کا داغ میرے سینے میں اس طرح نمایاں ہے جیسے تصور کے باغ میں کھلے ہوئے لالہ کے دل میں داغ ہوتا ہے۔ لالہ کے دل کے سیاہ داغ کی مناسبت سے شاعر کہتا ہے کہ اے میرے محبوب، میرے جگر میں بھی غمِ فرقت کے داغ تمھاری دی ہوئی نشانیوں کے طور پر رہ گئے ہیں۔

سوال 2. (ج)

(۱)

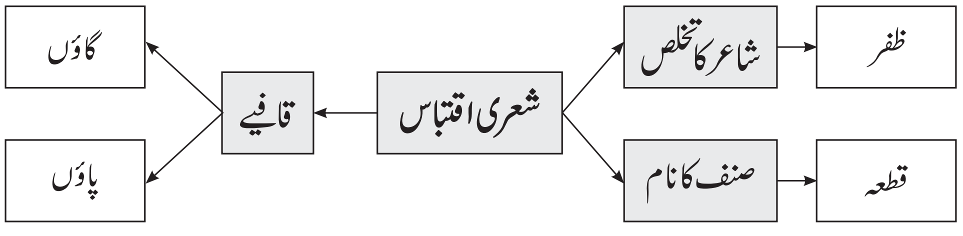

(۲) زمانے کے انقلابات روئے زمین پر بے شمار چیزوں کے نشانات مٹا دیتے ہیں۔ کوئی شے ان کی زد سے محفوظ نہیں رہتی۔ بہ الفاظ دیگر دنیا میں کسی چیز کو ثبات حاصل نہیں ہے۔ تغیر و تبدل کا یہ سلسلہ ازل سے جاری ہے۔

سوال 3.

(۱) ابوالحسن کے محلے میں ایک امیر آدمی اپنے چار گرگوں کے ساتھ محلے والوں کو بہت پریشان کرتا تھا۔خلیفہ نے جو موصل کے سوداگر کے بھیس میں تھے، اس کا علاج پوچھا تو ابوالحسن نے جواب دیا تھا کہ اگر خدا اسے خلیفہ ہارون رشید کی جگہ ایک دن کے لیے خلیفہ بنا دے تو وہ اس منحوس آدمی اور اس کے چاروں گرگوں کی پیٹھ پر سو سو کوڑے لگوائے گا۔خلیفہ نے سوچا کہ اس امیر آدمی اور اس کے ساتھیوں کو ابوالحسن کے ہاتھوں ہی سزا دلوائے۔اس وجہ سے ہارون رشید نے ابوالحسن کو ایک دن کا خلیفہ بنا دیا۔

(۲) ڈرامے کے اہم کردار اور ان کی شناخت :

(۱) **خلیفہ :** ہارون رشید، آٹھویں صدی عیسوی میں اسلامی دنیا کے خلیفہ تھے۔

(۲) **ابوالحسن :** بغداد کا ایک نوجوان۔خلیفہ نے اسے ایک دن کا خلیفہ بنا دیا تھا۔

(۳) **جعفر :** خلیفہ ہارون رشید کا وزیر۔

(۴) **مسرور :** ایک سردار جسے خلیفہ نے ابوالحسن کا خیال رکھنے کی ہدایت دی تھی۔

(۵) **کافور :** ایک حبشی غلام جو عموماً رات کے گشت میں خلیفہ کے ساتھ رہتا تھا۔

(۶) ابوالحسن کی ماں۔

(۷) **داروغہ :** ابوالحسن کو قید کرتا اور اسے کوڑے لگاتا ہے۔

(۸) تین پڑوسی، امیر، افسر، کنیزیں اور غلام۔

(۳) ابوالحسن اور خلیفہ کی پہلی ملاقات بغداد کے پل پر ہوتی ہے۔خلیفہ موصل کے ایک سوداگر کے بھیس میں تھے اس لیے ابوالحسن انھیں پہچان نہیں سکا اور خلیفہ کو اپنے گھر کھانے کی دعوت دیتا ہے۔خلیفہ اس کی دعوت قبول کر لیتے ہیں۔ابوالحسن چونکہ دوستوں کی بے رخی دیکھ چکا تھا اس لیے خلیفہ سے صاف گوئی سے کہہ دیتا ہے کہ ہماری دوستی صرف آج کی رات تک ہے۔خلیفہ کے وجہ معلوم کرنے پر وہ خلیفہ کو لے کر پل پر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے ماضی کی داستان اور حال کی کہانی سناتا ہے اور اپنی عادت کا تذکرہ کرتا ہے۔

سوال 4. (الف)

(۱) (i) مخلوط جملہ

(ii) مفرد جملہ

(۲) (i) ایک ہی ناؤ میں سوار ہونا

(ii) پاپڑ بیلنا

(۳) (i) کسی کام میں ایسی شرطیں لگانا کہ جن کا پورا ہونا ممکن نہ ہو۔

(ii) کمزور آدمی کی سو چوٹیں زبردست آدمی کی ایک ضرب کے برابر نہیں ہوتی۔

(۴) (i) مثنوی

(ii) گیت

(۵) صنعت کا نام : صنعت مبالغہ

تعریف : شعر میں کوئی ایسی بات کہنا جس کا واقع ہونا ممکن نہ ہو تو اس صنعت کو صنعت مبالغہ کہتے ہیں۔

سوال 4. (ب)

(۱) (i) حرفِ جار – نے

(ii) واوِ عطف کی ترکیب – غور و فکر

(۲) (i) مضاف : محنت

(ii) مضاف الیہ : ضرورت

(۳) (i) مرتب

(ii) مصنف

(۴) (i) (الف) راستہ – واسطہ، پاستا، مارتا وغیرہ

(ب) وفا – جفا، خفا، روا وغیرہ

(ii) (الف) بیل گاڑی

(ب) جان پہچان

(۵) (i) ’ہم رنگ‘ میں ’ہم‘ سابقہ ہے۔

سابقہ ’ہم‘ سے بننے والے الفاظ : ہم وطن، ہم راز، ہم نام وغیرہ۔

(ii) ’خوف ناک‘ میں ’ناک‘ لاحقہ ہے۔

لاحقہ ’ناک‘ سے بننے والے الفاظ : دردناک، دہشت ناک، ہیبت ناک وغیرہ۔

سوال 5. (الف)، (ب) اور (ج) ...

اطلاقی تحریری سرگرمیوں کی خود سے جانچ کرنے کی بابت ...

اطلاقی تحریری سرگرمیوں میں طلبہ سے توقع کی جاتی ہے کہ جواب میں اپنے خیالات اور تصورات کو اپنی زبان میں لکھیں۔ان سرگرمیوں کی نوعیت آزادانہ جواب کی ہوتی ہے۔طلبہ ان کے جوابات اپنے طور پر لکھیں۔

اس مضمون کے حل شدہ پہلے سرگرمی نامے میں اطلاقی تحریری سرگرمیوں کے جوابات کا طلبہ مطالعہ کریں؛ تقسیم نمبرات کے نکات کو ذہن نشیں کریں اور اپنے لکھے ہوئے جوابات کی خود ہی جانچ کرنے کی کوشش کریں۔حسب ضرورت اپنے اساتذہ سے رہنمائی حاصل کریں۔

اطلاقی تحریروں کے مزید مطالعے کے لیے **’نونیت اردو زبانِ اوّل اطلاقی تحریر: دسویں جماعت‘** کی کتاب میں دیے گئے اطلاقی تحریر کے نمونوں کو ضرور پڑھیں۔

★★★